تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ
جلد نمبر: 8
شمارہ: 04

انٹرنیٹ گزٹ
اپریل 2018ء

المنار

زیر نگرانی: صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن - یو. کے

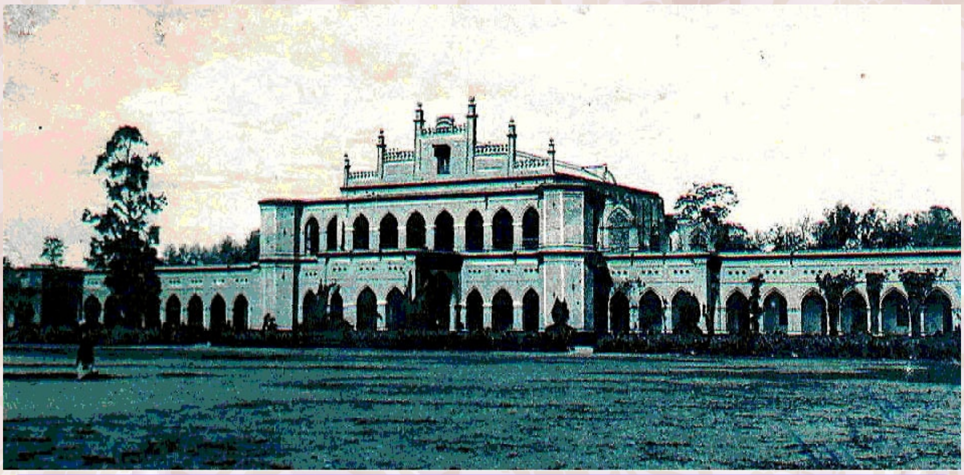

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - U.K
181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.
Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987
ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

تو کہہ دے کیا علم والے لوگ اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو صرف عقلمند لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔

(سورۃ الزمر آیت 10)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور ریاض الجنۃ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا مجالسِ علمی، یعنی ان مجالس میں بیٹھ کر زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔ (الطبرانی) (صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب قول اللہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ فرمایا: موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے اس کی اصل جڑ یہی ہے کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر طولِ اَمل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی اُمیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہ کاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے؟ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے اس واسطے گناہ نہیں کر سکتا اور نہ بدی کی طرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔

(ملفوظات۔ جلد پنجم۔ صفحہ 243،244)

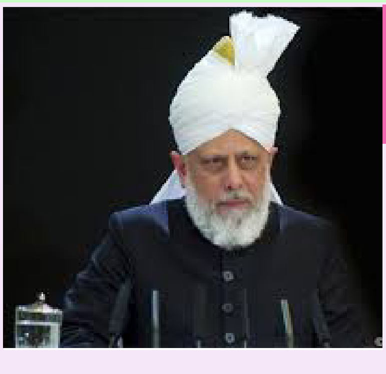

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ایک صحابیؓ کی روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جون 1894ء میں جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی، اس وقت گرمی کے دن تھے۔ میری صبح کی نماز قضاء ہو جاتی تھی۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں عریضہ لکھا کہ میری صبح کی نماز قضاء ہو جاتی ہے میرے واسطے دعا فرماویں۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے لکھا کہ ہم نے دعا کی ہے۔ تم برابر استغفار اور درود کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ اس دن سے ہمیشہ وقت پر آنکھ کھل جاتی رہی۔ آج تک صبح کی نماز قضاء نہیں ہوئی سوائے شاذو نادر سفر یا بیماری کے وقت کوئی نماز قضاء ہو گئی ہو۔ یہ استجابت دعا کا نشان ہے اور میرے لیئے ایک معجزہ ہے۔ الحمدللہ“۔ کئی لوگوں سے میں پوچھتا ہوں کہتے ہیں کہ آنکھ نہیں کھلتی۔ وہ اس نسخہ کو آزمائیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2006ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان دارالامان)

حضرت عکاشہؓ کی خوش بختی

اپنی آخری عمر میں رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جسے سن کر لوگ بہت روئے۔ خطبہ کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سب کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کسی نے مجھ سے کوئی حق یا بدلہ لینا ہو تو قیامت سے پہلے آج یہیں لے سکتا ہے۔

ایک بوڑھا شخص عکاشہ نامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

”میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ اگر آپؐ بار بار قسم دے کر یہ نہ فرماتے کہ بدلہ لے لو تو میں ہرگز آگے نہ بڑھتا۔ میں فلاں غزوہ میں آپؐ کے ساتھ تھا۔ میری اونٹنی حضور ﷺ کے قریب آئی تو میں سواری سے اُتر آیا تا کہ حضور ﷺ کے قدم چوم لوں۔ حضور ﷺ نے چھڑی اُٹھا کر جو ماری تو میرے پہلو میں لگی۔ مجھے نہیں معلوم کہ حضور ﷺ نے ارادۃً مجھے ماری تھی یا اونٹنی کو؟“

حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ کے جلال کی قسم! خدا کا رسول تجھے جان بوجھ کر مار ہی نہیں سکتا۔“

پھر حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ حضور ﷺ کی وہی چھڑی لے کر آئیں۔ حضرت بلالؓ جا کر حضرت حضرت فاطمہؓ سے وہ چھڑی لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چھڑی عکاشہؓ کو دی اور فرمایا کہ اپنا بدلہ لے لو۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عکاشہؓ سے کہا کہ آپ حضور ﷺ کی بجائے ہم سے بدلہ لے لیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بٹھا دیا۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ حضور ﷺ کی بجائے مجھ سے بدلہ لے لو۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی روک دیا اور عکاشہؓ سے کہا کہ تم بدلہ لے لو۔ عکاشہؓ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ جب آپؐ کی چھڑی مجھے لگی تو میرے بدن پر کپڑا نہ تھا۔“

حضور ﷺ نے جسم سے کپڑا اُٹھایا تو مسلمان دیوانہ وار رونے لگے۔ وہ دِل میں کہتے تھے کہ کیا عکاشہؓ ہمارے پیارے آقا کو چھڑی سے ماریں گے۔ عکاشہؓ نے حضور ﷺ کے جسم کو دیکھا تو لپک کر آگے بڑھے اور آپؐ کو چومنے لگے اور ساتھ کہتے جاتے تھے:

”میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپ سے بدلہ لینے کو کس کا دل گوارہ کر سکتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”یا تو تمہیں بدلہ لینا ہوگا یا پھر معاف کرنا ہوگا؟“

عکاشہؓ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے معاف کر دیا۔ اس اُمید پر کہ اللہ بھی قیامت کے دِن مجھے معاف کر دے۔“

حضور ﷺ نے فرمایا:

”جو آدمی جنت میں میرے ساتھی کو دیکھنا پسند کرے تو وہ اس بوڑھے کو دیکھ لے۔“

پھر تو مسلمان عکاشہؓ کی پیشانی چومنے لگے اور اسے مبارکباد دے کر کہنے لگے کہ تم نے بہت بلند درجہ حاصل کر لیا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۸۹)

سلسلۂ انٹرویو ممبران

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

اس کالم کے تحت ادارہ اپنے قابل احترام ممبران تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے انٹرویوز شائع کررہاہے۔کوشش کی جائے گی کہ ہر ماہ دو یا تین ایسے انٹرویوز شائع کئے جائیں۔اُمید ہے احباب کو یہ سلسلہ پسند آئے گا اور دلچسپی کا موجب ہوگا۔تعاون کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

محترم مبارک صدیقی صاحب

سوال: تعلیم الاسلام کالج سے پہلے کی تعلیم کس مدرسے سے حاصل کی؟

جواب: تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے۔

سوال: تعلیم السلام کالج میں کب داخلہ لیا؟

جواب: میں نے میٹرک 1980ء میں کرلیا تھا۔لیکن صحت کی خرابی کے باعث تین سال بعد 1983ء میں تعلیم السلام کالج میں داخلہ لیا۔

سوال: کن کن اُساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب: محترم پروفیسر عبدالجلیل صادق صاحب،محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب اور چند اور اساتذہ کرام سے۔

سوال: آپ برطانیہ کب تشریف لائے تھے؟

جواب: 1995ء میں۔

سوال: خدمت دین کی توفیق ملنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔اب تک کن کن شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی ہے؟

جواب: ربوہ میں مختلف شعبہ جات۔قائد خدام الاحمدیہ سمن آباد لاہور۔قائد خدام الاحمدیہ مسجد فضل لندن۔نیشنل عاملہ مہتمم صنعت وتجارت۔صدر جماعت ایپسم۔الحمدللہ۔محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

سوال: برطانیہ میں آپ آجکل کہاں رہائش پذیر ہیں؟

جواب: Epsom

سوال: ربوہ میں آپ کونسی کھیل کھیلا کرتے تھے؟

جواب: فٹ بال اور ربوہ کا مقامی کھیل میرو ڈبہ۔

سوال: روزگار کے علاوہ آجکل کیا مشغلہ ہے؟

جواب: شعروادب۔

سوال: زندگی کا مشکل ترین لمحہ یا دن کونسا تھا؟

جواب: 1988ء میں دمشق میں کچھ عرصہ اسیر رہا۔وہاں قیدیوں پہ تشدد دیکھنا بہت تکلیف دہ تجربہ تھا۔

سوال: زندگی کا خوشگوار لمحہ یا دن کونسا تھا؟

جواب: امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جب جب زیارت ہو جائے۔

سوال: آپکا پسندیدہ شعر کون سا ہے؟

جواب: جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

سوال: زندگی کا کوئی دلچسپ یادگار واقعہ قارئین کے لئے..؟

جواب: 1989 کی بات ہے لاہور میں،میں نے چند ماہ منو بھائی کے ساتھ ڈرامہ پروڈکشن کے شعبے میں کام شروع کیا۔ایک پروگرام میں مجھے منو بھائی نے ایک ٹیچر کا رول ادا کرنے کے لئے کہا۔میں نے گھر جا کر والد صاحب سے اجازت مانگی جو کہ نہیں ملی۔ابا جان نے کہا کہ اگر کسی ’’نیک ٹی وی‘‘ میں کام کا موقع ملا تو ضرور کرلینا۔اس بات پر میں بہت ہنسا کہ ابو جان کوئی ٹی وی بھی نیک ہوتا ہے۔لیکن دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کیا۔
1995ء میں جب M.T.A میں خدمت کا موقع ملا تو ابوجان کی بات بہت یاد آئی۔

سوال: آپکو محترم عبدالستار ایدھی صاحب کے ساتھ بھی خدمت انسانیت کا موقع ملا۔اس سلسلے میں کچھ بتایئے؟

جواب: محترم عبدالستار ایدھی صاحب کے ساتھ اس کار خیر میں خدمت کا

زیادہ موقع تو نہیں ملا۔ البتہ ایدھی صاحب تین مرتبہ لاہور ہمارے گھر تشریف لائے تھے اور تینوں بار ناشتہ ہمارے گھر کیا۔ یہاں لندن میں اللہ تعالیٰ ہیومینٹی فرسٹ کے شعبے کے ذریعے کچھ خدمت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔

سوال آپ کی کتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں؟

جواب تین کتابیں ہیں۔ دو شعری مجموعے اور ایک مختصر سا سفر نامہ ہے۔

سوال کوئی خواہش یا خواب جو ادھورا رہ گیا ہو؟

جواب ویسے تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرنا ممکن ہی نہیں۔ سکول کے دور میں جامعہ میں جانے کی بہت خواہش تھی۔ مگر صحت نے اجازت نہیں دی۔

سوال المنار کے قارئین کے لئے کوئی مختصر پیغام..؟

جواب امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اطاعت میں ہی سب برکتیں اور کامیابیاں ہیں۔

محترم مبارک صدیقی صاحب آپکا بہت شکریہ۔

محترم ڈاکٹر عبدالباری ملک صاحب

سوال تعلیم الاسلام کالج سے پہلے کی تعلیم کس مدرسے سے حاصل کی؟

جواب تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تعلیم حاصل کی۔

سوال تعلیم السلام کالج میں کب داخلہ لیا؟

جواب تعلیم الاسلام کالج میں 1969ء میں داخلہ لیا۔

سوال کن کن اُساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب مکرمی ومحترمی پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب۔ محترمی پروفیسر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی۔ محترمی پروفیسر اسلم منگلا صاحب اور بعض اور عظیم اساتذہ کرام۔

سوال آپ برطانیہ کب تشریف لائے تھے؟

جواب 1975ء میں۔

سوال خدمت دین کی توفیق ملنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ اب تک کن کن شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی ہے؟

جواب اللہ کے فضل سے ربوہ محلہ دارالرحمت غربی میں ناظم اطفال اور زعیم خدام الاحمدیہ۔ بریڈفورڈ میں قائد خدام الاحمدیہ۔ ریجنل قائد نارتھ ریجن وسکاٹ لینڈ۔ صدر جماعت بریڈفورڈ۔ سیکرٹری امور خارجہ بریڈفورڈ ساؤتھ جماعت۔

سوال برطانیہ میں آپ آجکل کہاں رہائش پذیر ہیں؟

جواب بریڈفورڈ میں۔

سوال ربوہ میں آپ کونسی کھیل کھیلا کرتے تھے؟

جواب باسکٹ بال۔

سوال روزگار کے علاوہ آجکل کیا مشغلہ ہے؟

جواب مقامی سماجی سرگرمیاں۔

سوال زندگی کا خوشگوار لمحہ یا دن کونسا تھا؟

جواب خلیفہ وقت کی قربت کا ہر لمحہ خوشگوار لمحہ بن جاتا ہے۔

سوال آپکا پسندیدہ شعر کون سا ہے؟

جواب غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

سوال برطانیہ میں آپکو سماجی خدمات پر حکومت برطانیہ کا اعزاز بھی ملا ہے۔ اس سے متعلق کچھ بتائیے۔

جواب اللہ کے خاص فضل اور خلیفہ وقت کی دعاؤں سے خاکسار کو ملکہ برطانیہ کی طرف سے MBE کا اعزاز، بریڈفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر کی اعزازی ڈگری اور بریڈفورڈ کاؤنسل کی طرف سے خصوصی اعزاز سے نوازا گیا۔ الحمدللہ۔

سوال زندگی کا کوئی دلچسپ یادگار واقعہ قارئین کے لئے..؟

جواب خاکسار کی زندگی کا یادگار واقعہ جو خاکسار کی زندگی کا سرمایہ بھی ہے۔ خاکسار 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ہمراہ یورپ کے سفر میں قافلے کے ایک ادنیٰ ممبر کی حیثیت سے شامل تھا۔ ہم ہالینڈ میں نن سپیڈ میں قیام پذیر تھے۔ ایک دن نماز ظہر کے بعد پرائیوٹ سیکرٹری

صاحب نے فرمایا کہ حضورِ انورؒ نے اپنی قیام گاہ میں یاد فرمایا ہے۔خاکسار دوڑتا ہوا حضور انورؒ کے پاس حاضر ہوا۔حضورؒ نے فرمایا چند مہمان سائنسدان ملنے آرہے ہیں۔تم ان کیلئے کافی بنا کر سلیقے سے پیش کر دینا۔ حضورؒ نے خاکسار کو ساری اشیاء دکھا دیں۔کچھ دیر کے بعد مہمان پہنچ گئے۔ خاکسار نے سلیقے سے مشروبات اور کیک وغیرہ پیش کئے۔حضورؒ نے فرمایا اب تم بھی بیٹھ جاؤ۔خاکسار بیٹھ گیا۔

ملاقات کے اختتام پر مہمان روانہ ہو گئے۔حضورؒ ان کو باہر رخصت کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔خاکسار برتن اٹھا کر دھونے کیلئے لے جانے لگا۔اتنے میں حضورانورؒ تشریف لے آئے اور فرمایا تم نے تو ماشاءاللہ بڑی اچھی طرح سے پیش کیا۔اب تم بیٹھ جاؤ اور کافی پیو، میں برتن دھوتا ہوں۔ حضورؒ سنک پر جا کر برتن دھونے والے تھے کہ خاکسار نے حضورؒ کے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ حضورؒ آپ کے ادنیٰ ترین غلام کے ہوتے ہوئے یہ نہیں ہو سکتا۔حضورؒ نے فرمایا اچھا پھر تم برتن دھولو میں تمہارے لیے کافی بناتا ہوں۔ حضورؒ نے مزیدار کافی بنا کر ایک گھونٹ پیا اور کپ خاکسار کو دے دیا۔ خاکسار نے خوب مزے لے کر تبرک کافی پی۔حضورؒ نے فرمایا کیک بھی لے لو۔خاکسار نے کیک بھی مزے سے کھایا۔

سوال المنار کے قارئین کے لئے کوئی مختصر پیغام..؟

جواب ہمیں ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں احمدی گھرانے میں پیدا کیا اور خلافت کی نعمت سے نوازا۔الحمدللہ۔

محترم باری ملک صاحب آپکا بہت شکریہ۔

اس شمارے میں قلمی معاونت

رانا عبدالرزاق خان۔عطاءالقادر طاہر۔سید حسن خان۔آصف علی پرویز

پروف ریڈنگ

عبدالمنان اظہر۔میر شفیق احمد۔عبدالقدیر کوکب۔بشیر احمد اختر

مینیجر

سید نصیر احمد

ترتیب وتزئین

خورشید احمد خادمؔ

محترم میجر خلیل احمد صاحب

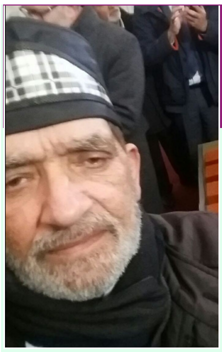

سوال تعلیم الاسلام کالج سے پہلے کی تعلیم کس مدرسے سے حاصل کی؟

جواب تعلیم الاسلام ہائی اسکول ربوہ۔

سوال تعلیم السلام کالج میں کب داخلہ لیا؟

جواب 1960ء میں۔

سوال کن کن اُساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم، محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب۔

سوال آپ نے جنگ میں حصہ لیا اور اسیری کے دن کاٹے۔کچھ ان دنوں کے بارے بتائیے؟

جواب 1971ء کی جنگ میں میں مشرقی پاکستان میں تھا۔اپنی اہلیہ کو میں نے خوش قسمتی سے اس وقت کے مغربی پاکستان بھجوا دیا تھا اس فلائٹ پر جو مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان کو آخری فلائٹ تھی۔پھر ملک دوٹکڑے ہو گیا اور ہم جنگی قیدی بن گئے۔اڑھائی سال اذیت ناک قید کاٹنے کے بعد رہائی ملی اور میں پاکستان پہنچ گیا۔

سوال آپ برطانیہ کب تشریف لائے تھے؟

جواب 1984ء میں۔

سوال خدمت دین کی توفیق ملنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔اب تک کن کن شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی ہے؟

جواب 2001ء سے اپنے حلقے کا صدر جماعت ہوں اور امور عامہ کے شعبے میں بھی خدمت کی توفیق پا رہا ہوں۔

سوال برطانیہ میں آپ آجکل کہاں رہائش پذیر ہیں؟

جواب New Malden میں۔

سوال ربوہ میں آپ کونسی کھیل کھیلا کرتے تھے؟

جواب فٹ بال۔

سوال روزگار کے علاوہ آجکل کیا مشغلہ ہے؟

جواب جماعتی خدمت۔

سوال زندگی کا خوشگوار لمحہ یا دن کونسا تھا؟

جواب 1971ء کی جنگ میں دشمن فوج کی طرف سے پھینکا گیا ایک گولہ مجھ سے چند قدم دور بہت بڑے دھماکے کے ساتھ گرا۔ مجھے لگا کہ میرا وہ آخری وقت تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی۔

سوال آپکا پسندیدہ شعر کون سا ہے؟

جواب غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

سوال المنار کے قارئین کے لئے کوئی مختصر پیغام..؟

جواب Must read it and read it and share it with the family.

محترم میجر صاحب آپکا بہت شکریہ۔

محترم عطاء القادر طاہر صاحب

سوال تعلیم الاسلام کالج سے پہلے کی تعلیم کس مدرسے سے حاصل کی؟

جواب تعلیم الاسلام کالج میں میں نے بی ایس سی فرسٹ ائر میں داخلہ لیا تھا جبکہ اس سے قبل میں نے ایف ایس سی گورنمنٹ کالج لاہور سے کی تھی۔

سوال تعلیم الاسلام کالج میں کب داخلہ لیا؟

جواب کالج میں میرا زمانہ طالب علمی 1968-70ء تک دو سال کا ہے اور بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی تھی۔

سوال کن کن اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب میں آج جو بھی ہوں اس کے لیے میں ان سب مشفق اور محنتی اساتذہ کا مرہون منت ہوں جن میں قابل ذکر نام یہ ہیں: محترم ڈاکٹر نصیر خان صاحب، محترم سلطان محمود شاہد صاحب، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب، محترم پروفیسر عبدالغنی صاحب، محترم حمید اللہ صاحب، محترم پرویز پروازی صاحب اور محترم صوفی بشارت صاحب۔ ان کے علاوہ اور بھی نام ہیں۔

سوال خدمت دین کی توفیق ملنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ اب تک کن کن شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی ہے؟

جواب اللہ کے فضل سے جماعتی خدمت کے بہت مواقع ملتے رہے ہیں جن میں خصوصاً ایم ٹی اے کے ابتدائی دنوں میں شعبہ سمعی بصری اور دوسرے جماعتی عہدوں پر رہنے کا موقع ملا۔ جبکہ اب گزشتہ پندرہ برسوں سے جماعت بالہم کے صدر کے طور پر جماعتی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

سوال برطانیہ میں آپ آجکل کہاں رہائش پذیر ہیں؟

جواب لندن کے علاقہ Tooting میں عرصہ دراز سے بمعہ فیملی مقیم ہوں۔

سوال ربوہ میں آپ کونسی کھیل کھیلا کرتے تھے؟

جواب مجھے کھیلنے کی بجائے کھیلیں دیکھنے کا شوق رہا ہے۔

سوال روزگار کے علاوہ آجکل کیا مشغلہ ہے؟

جواب اپنی فیلڈ سے تو میں ریٹائر ہو چکا ہوں مگر ایک لاء فرم میں پبلک ڈیلنگ سے منسلک ہوں۔

سوال زندگی کا خوشگوار لمحہ یا دن کونسا تھا؟

جواب سچ پوچھو تو وہ دن جب میرے والد صاحب نے مجھے تعلیم الاسلام کالج ربوہ جا کر پڑھنے کا مشورہ دیا تھا اور جس کے بعد میری زندگی میں تغیر آ گیا۔

سوال آپکا پسندیدہ شعر کون سا ہے؟

جواب جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

سوال زندگی کا کوئی دلچسپ یادگار واقعہ قارئین کے لئے..؟

جواب جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ ہجرت فرما کر یہاں تشریف لائے تو ابتداء میں ان کے ساتھ اکثر قربت رہتی تھی۔ میں نے انھیں اپنے ساتھ پیش ہونے والا ایک واقعہ سنایا۔

لندن میں زمانہ طالب علمی کے دنوں میں میں ایک غیر احمدی دوست کے ساتھ مل کر لائبریری میں سٹڈی کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک دن اس کے گھر بارھویں کا ختم تھا۔ میرے دوست نے مجھے کہا کہ میں کچھ مصروف ہوں، آپ تھوڑی دیر بیٹھیں، پھر چلتے ہیں۔ ایک لمبی داڑھی والے مولوی صاحب اپنے ارد گرد بیٹھے لوگوں سے احمدیت کے بارے میں منفی خیالات کا اظہار

کررہے تھے۔ کہنے لگے اللہ نے احمدیوں پراپنی پھٹکارڈالی ہے،احمدیوں کی آنکھوں میں کبھی نورنہیں نظرآئے گا۔اور پھر میری طرف دیکھ کرگویا ہوئے کہ جیسے ان صاحب کی آنکھوں میں نورہے،کسی احمدی کی آنکھ میں نظر نہیں آئے گا۔موقع کی نزاکت کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں خاموشی سے وہاں سے نکل آیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہ سن کرمسکراتے ہوئے فرمایا:''اسے بھی نورایک احمدی کی آنکھ میں ہی نظرآیا۔الحمدللہ۔''

سوال المنار کے قارئین کے لئے کوئی مختصر پیغام..؟

جواب جماعت سے وابستگی، خلیفۂ وقت کی فرمانبرداری، شیریں گفتار ہونااورایک دوسرے کی عزت کرنااپناشعور بنائیں۔

محترم عطاءالقادرطاہرصاحب آپکابہت شکریہ۔

محترم ڈاکٹرسردارحمیداحمدصاحب

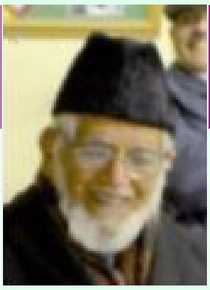

سوال تعلیم الاسلام کالج سے پہلے کی تعلیم کس مدرسے سے حاصل کی؟

جواب تعلیم الاسلام ہائی اسکول چنیوٹ سے 1952ء میں۔

سوال تعلیم الاسلام کالج میں کب داخلہ لیا؟

جواب 1953ء میں۔

سوال کن کن اُساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب محترم پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب ، محترم پروفیسر حبیب اللہ صاحب۔

سوال آپ برطانیہ کب تشریف لائے تھے؟

جواب 1990ء میں۔

سوال خدمت دین کی توفیق ملنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔اب تک کن کن شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی ہے؟

جواب جنرل سیکرٹری جماعت کینیڈا کے طور پر 4 سال 1963ءتا1967ء خدمت کی۔بعدازاں نصرت جہاں ہسپتال گھانا اورنائیجیریا میں 1974ءتا 1990ء وقف کر کے خدمات سر انجام دیں۔دارالقضاء میں خدمت کی۔امیر جماعت لندن نیز سیکرٹری تبلیغ برطانیہ کے طور پر بھی 2016ء تک خدمت کی توفیق ملی۔فی الوقت لوکل سیکرٹری تعلیم القرآن مجلس انصاراللہ یوکے کے طورپرخدمت کررہاہوں۔الحمدللہ۔

سوال برطانیہ میں آپ آجکل کہاں رہائش پذیر ہیں؟

جواب ویسٹ ہِل جماعت میں۔

سوال ربوہ میں آپ کونسی کھیل کھیلا کرتے تھے؟

جواب فٹ بال۔

سوال روزگار کے علاوہ آجکل کیا مشغلہ ہے؟

جواب ریٹائرہوں اورعمر کے 81ویں سال سے گزررہاہوں۔

سوال زندگی کا خوشگوارلمحہ یادن کونسا تھا؟

جواب ایک مرتبہ مسجد مبارک میں نمازعصر کے بعد حضرت المصلح الموعودؓ کی مجلس عرفان جاری تھی۔اُس موقعہ پر خاکسارکوحضور پُرنورؓ کے کندھے دبانے کی توفیق ملی۔اوروہ چندلمحات میرے لئے زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ بن گئے۔

سوال آپکاپسندیدہ شعرکون ساہے؟

جواب باغ میں ملت کے ہے کوئی گُل رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

سوال زندگی کا کوئی دلچسپ یادگارواقعہ قارئین کے لئے..؟

جواب ایک مرتبہ Lagos Sea میں تیراکی کرتے ہوئے اچانک ڈوبنے لگا۔لیکن اللہ نے بچالیااورایک بڑی لہر مجھے دھکیلتے ہوئے کنارے تک لے آئی۔اسی طرح ایک مرتبہ ایک Criminal نے پستول کی نوک پر مجھ سے ہسپتال کی کارچھین لی۔اُس کے اوربھی بدعزائم ہوسکتے تھےلیکن اللہ تعالیٰ نے مجھےمحفوظ رکھا۔میراتجربہ ہے کہ اگرآپ جماعت کی خدمت پر نکلے ہیں تواللہ تعالیٰ خودآپ کامحافظ بن جاتا ہے۔الحمدللہ۔

سوال المنار کے قارئین کے لئے کوئی مختصر پیغام..؟

جواب آپس میں مل جُل کر پیارواتفاق سے رہیں اورحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہرتحریک پر پورے جوش وخروش کے ساتھ لبیک کہیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔آمین۔

محترم سردارصاحب آپکابہت شکریہ۔

محترم سید حسن خان صاحب

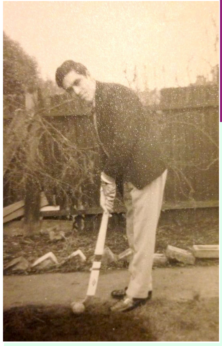

سوال: تعلیم الاسلام کالج سے پہلے کی تعلیم کس مدرسے سے حاصل کی؟

جواب: خاکسار نے ربوہ ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پہلے دارلرحمت وسطی میں ایک سکول میں جس میں میرے استاد محترم شیر علی صاحب مرحوم تھے اور ہیڈ ماسٹر فقیر محمد صاحب مرحوم تھے۔

سوال: تعلیم الاسلام کالج میں کب داخلہ لیا؟

جواب: اگست 1965ء میں جبکہ اس وقت ہمارے پیارے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ جن کی شفقت نے مجھے، بیشک داخلے میں دیر ہو چکی تھی، پھر بھی آپ نے کالج میں داخلہ دے دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ تمہاری فیس بھی معاف کی جاتی ہے۔ پھر خاکسار نے بی اے اکنامس میں ڈگری تعلیم الاسلام کالج سے حاصل کی۔

سوال: کن کن اُساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب: کالج میں میرے اساتذہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم، محترم چوہدری محمد علی صاحب مرحوم، محترم ناصر احمد صاحب پرویز پروازی، محترم صوفی بشارت الرحمن صاحب مرحوم اور محترم حمید اللہ صاحب تھے۔

سوال: خدمتِ دین کی توفیق ملنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ اب تک کن کن شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی ہے؟

جواب: خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے ربوہ ہی سے خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ خاکسار نے ربوہ میں اپنے حلقہ دارالرحمت غربی غلّہ منڈی ربوہ میں منتظم اطفال الاحمدیہ کے طور پر کافی عرصہ کام کیا۔ جب خاکسار لنڈن آیا تو اور بیت الفتوح کی نئی جماعت بنائی گئی غالباً 2003ء میں تو محترم آفتاب خان صاحب مرحوم نے مجھے بیت الفتوح کا صدر منتخب فرمایا اور پھر خاکسار کو لمبا عرصہ خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

سوال: ربوہ میں آپ کونسی کھیل کھیلا کرتے تھے؟

جواب: ربوہ میں سب سے پہلے خاکسار میرو ڈبّہ سے شروع کرتا ہے۔ پھر گُلی ڈنڈا، کرکٹ، آنکھ مچولی وغیرہ کے علاوہ سب سے زیادہ مجھے سکول سے لیکر کالج کے زمانہ تک ہاکی کھیلنے کی توفیق ملی۔ خوشی کی بات ہے کہ خاکسار سکول کے زمانہ سے لیکر کالج تک خدا تعالیٰ کے فضل سے بطور کیپٹن کھیلتا رہا۔ اس کے علاوہ جب خاکسار لنڈن آ گیا تو برٹش ریل میں کام کے دوران بھی ریلوے کلب میں ہاکی کھیلنے کی توفیق ملی۔

سوال: روزگار کے علاوہ آجکل کیا مشغلہ ہے؟

جواب: آجکل چونکہ خاکسار پنشنر ہے اس لئے جماعتی کاموں میں ہی مشغول رہتا ہوں۔

سوال: روزگار کا مشکل ترین دور کونسا تھا؟

جواب: جب خاکسار اس ملک برطانیہ میں آیا تو اس وقت بہتر ملازمت کے چکروں میں چھوٹے موٹے کام بھی خاکسار کرتا رہا ہے۔

سوال: زندگی کا خوشگوار لمحہ یا دن کونسا تھا؟

جواب: میرا خوش قسمت دن یا زمانہ تو اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب خاکسار اس ملک برطانیہ میں آ گیا۔

سوال: المنار کے قارئین کے لئے کوئی مختصر پیغام..؟

جواب: خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

زیست سے تنگ ہو اے داغؔ
تو جیتے کیوں ہو..!
جان پیاری بھی نہیں،
جان سے جاتے بھی نہیں۔

نئی تحقیق

ورزش کے دماغی اثرات اگلی نسلوں تک منتقل ہوتے ہیں

سائنس دانوں نے کہا ہے کہ جسمانی اور ذہنی ورزش نہ صرف ہمارے دماغ کے لیے بہت اچھی ہے بلکہ اس کے مثبت اثرات بچوں تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔

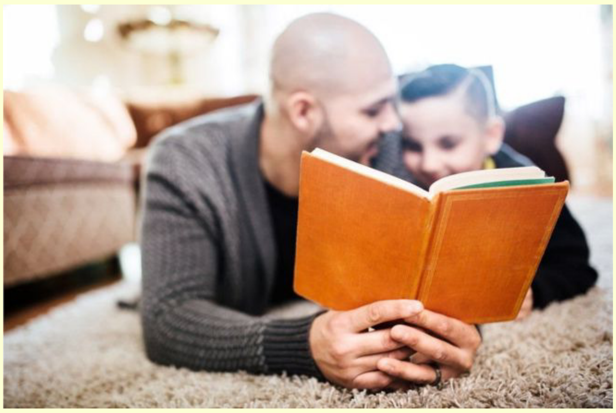

چوہوں پر کی جانے والی ایک تحقیق سے پتہ چلا کہ ورزش سے حاصل ہونے والے فوائد ڈی این اے کے ذریعے اگلی نسل تک منتقل ہو گئے۔ لیکن ابھی اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ آیا یہ اثرات انسانوں میں بھی قابلِ عمل ہیں۔

دیر سے جاگنے والوں میں جلد موت کا امکان

ایک نئی تحقیق سے ظاہر ہوا ہے کہ جو لوگ رات کو دیر سے سوتے اور صبح دیر سے اٹھتے ہیں ان کے قبل از وقت مرنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

چار لاکھ 33 ہزار لوگوں پر کی جانے والی تحقیق سے پتہ چلا کہ صبح جلد اٹھنے والوں کی نسبت رات کو دیر تک جاگنے والوں میں مرنے کا امکان دس فیصد زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ دیر سے اٹھنے والے کئی قسم کے دماغی اور جسمانی امراض میں زیادہ آسانی سے مبتلا ہو جاتے ہیں۔

سائنس دانوں نے تحقیق میں حصہ لینے والوں سے، جن کی عمریں 38 اور 73 سال کے درمیان تھیں، پوچھا کہ کیا وہ سخت سحر خیز (جلد اٹھنے والے) ہیں، معتدل سحر خیز ہیں، معتدل دیر خیز ہیں یا پھر سخت دیر خیز ہیں۔

یہ تحقیق کرونو بیالوجی انٹرنیشنل نامی جریدے میں شائع ہوئی ہے۔

اس کے بعد سائنس دانوں نے ان شرکا کا ساڑھے چھ سال تک مشاہدہ کیا۔ عمر، جنس، قومیت، تمباکو نوشی کی عادت، وزن اور معاشی حالت جیسے عناصر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سائنس دانوں نے معلوم کیا کہ سخت سحر خیزوں میں قبل از وقت موت کے امکانات سب سے کم تھے، اور وہ جتنی دیر سے جاگتے تھے، ان کے مرنے کا خطرہ بھی اسی تناسب سے بڑھ جاتا تھا۔

دوسری طرف رات کو تا دیر جاگنے والوں میں نفسیاتی مسائل کا شکار ہونے کے امکانات بھی 90 فیصد زیادہ تھے، جب کہ ذیابیطس کا امکان 30 فیصد زیادہ تھا۔ اس کے علاوہ ان میں کئی اور قسم کے امراض کا خطرہ بھی زیادہ تھا۔

سائنس دانوں نے یہ تو نہیں معلوم کیا کہ صحت کے ان مسائل کی وجہ کیا ہے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ یہ دنیا سحر خیزوں کی ہے اور دیر خیزوں کو اس میں اپنے آپ کو ڈھالنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

امریکہ کی نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی میں نیورولوجی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر کرسٹن نوسٹن کہتے ہیں: اس کی وجوہ میں نفسیاتی دباؤ، جسم کے لحاظ سے غلط وقت پر کھانا کھانا، مناسب ورزش نہ کرنا، نیند پوری نہ کر پانا، رات اکیلے جاگتے رہنا، اور منشیات یا شراب کا استعمال شامل ہو سکتی ہیں۔

انھوں نے کہا کہ رات کے اندھیرے میں تا دیر جاگتے رہنے سے متعدد قسم کے غیر صحت مندرانہ رویے جنم لیتے ہیں۔

(بشکریہ www.bbcurdu.com)

غزل..فراق گورکھپوری

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں
تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں

طبیعت اپنی گھبراتی ہے جب سُنسان راتوں میں
ہم ایسے میں تری یادوں کی چادر تان لیتے ہیں

خود اپنا فیصلہ بھی عشق میں کافی نہیں ہوتا
اسے بھی کیسے کرگزریں جو دل میں ٹھان لیتے ہیں

زمانہ واردات قلب سُننے کو ترستا ہے
اسی سے تو سر آنکھوں پر مرا دیوان لیتے ہیں

فراق اکثر بدل کر بھیس ملتا ہے کوئی کافر
کبھی ہم جان لیتے ہیں، کبھی پہچان لیتے ہیں

غزل..احمد فراز

فرازؔ اب کوئی سودا کوئی جنوں بھی نہیں
مگر قرار سے دِن کٹ رہے ہیں، یوں بھی نہیں

لب و دہن بھی ملا، گفتگو کا فن بھی ملا
مگر جو دِل پہ گزرتی ہے، کہہ سکوں بھی نہیں

میری زبان کی لُکنت سے بدگماں نہ ہو
جو تو کہے تو تجھے عمر بھر ملوں بھی نہیں

اور جیسے کوئی دیا تربت ہوا چاہے
تو پاس آئے تو ممکن ہے میں رہوں بھی نہیں

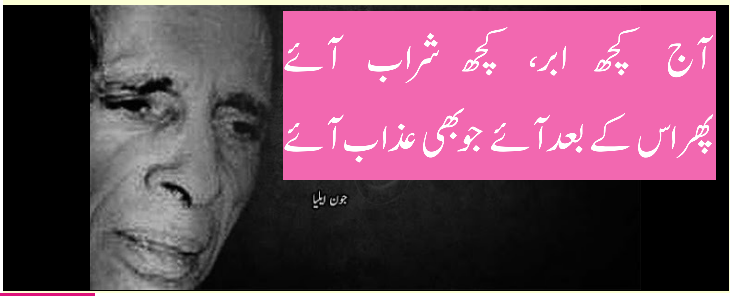

غزل..عبیداللہ علیم

سخن میں سہل نہیں جاں نکال کر رکھنا
یہ زندگی ہے ہماری سنبھال کر رکھنا

کھلا کہ عشق نہیں ہے کچھ اور اس کے سوا
رضائے یار جو ہو اپنا حال کر رکھنا

اسی کا کام ہے فرش زمیں بچھا دینا
اسی کا کام ستارے اچھال کر رکھنا

اسی کا کام ہے اس دکھ بھرے زمانے میں
محبتوں سے مجھے مالا مال کر رکھنا

بس ایک کیفیت دل میں بولتے رہنا
بس ایک نشے میں خود کو نہال کر رکھنا

بس ایک قامت زیبا کے خواب میں رہنا
بس ایک شخص کو حد مثال کر رکھنا

گزرنا حسن کی نظارگی سے پل بھر کو
پھر اس کو ذائقۂ لازوال کر رکھنا

کسی کے بس میں نہیں تھا کسی کے بس میں نہیں
بلندیوں کو سدا پائمال کر رکھنا

غزل..پروفیسر نصیر احمد خان

جس بزم میں ذِکرِ شہِ ابرار نہیں ہے
اُس بزم سے کچھ ہم کو سروکار نہیں ہے

جو کان شناسا نہیں گلبانگِ نبیؐ سے
وہ واقفِ رعنائیِ گفتار نہیں ہے

گزرے ہیں بہت بحرِ محبت کے شناور
ہر ایک کوئی آپ سا جیدار نہیں ہے

کیا وصف بیاں مجھ سے ہو اخلاقِ نبیؐ کا
حاشا مجھے یہ طاقتِ اظہار نہیں ہے

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی یادیں

(محترم سید معین شاہ صاحب)

خاکسار 1949ء میں گاؤں شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوا۔ خاکسار کے دادا جان حضرت سید ولایت شاہ صاحب اور آپ کے بھائی ۱۹۰۳ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

ہمارے ہاں ہر سال ایک میلہ لگتا تھا۔ ہمارے بزرگوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد اس میلے کو سالانہ جلسہ احمدیہ میں بدل دیا جس میں مرکز سے مبلغین اور بہت سے احمدی احباب تشریف لایا کرتے تھے۔

میرے والد سید محمد امین شاہ مرحوم واقفِ زندگی تھے اور دادا جان حضرت سید ولایت شاہ صاحب دفتر وصیت میں بطور انسپکٹر خدمت بجالا رہے تھے۔ میرے دادا جان مجھے جامعہ احمدیہ میں داخل کروانا چاہتے تھے اور میری خواہش تھی کہ میں اوورسیئر بنوں۔

پرائمری مڈل قریبی گاؤں بھولے شاہ سے پاس کرنے کے بعد تعلیم الاسلام اسکول ربوہ میں نویں کلاس میں داخل ہوا اور 1966ء میں ایف ایس سی کیا اور 1969ء میں بی ایس سی کیا۔ ہمارے اساتذہ میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب، مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب، مکرم پروفیسر رفیق ثاقب صاحب، مکرم میاں عطاء الرحمٰن صاحب، مکرم پروفیسر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب، مکرم پروفیسر پروازی صاحب، مکرم پروفیسر حمید احمد صاحب اور پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب شامل تھے۔

ان کی شفقتوں کا حال کیا بیان کروں۔ ان کے روّیوں سے شفقتِ پدرانہ کی خوشبو آتی تھی۔ ان کی تدریس ماں کے پیار سے کم نہ تھی۔

بی ایس سی کے بعد خاکسار نے بی ایڈ کے لئے سینٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا اور امتحان سے فارغ ہو کر گورنمنٹ ہائی اسکول میں سائنس ٹیچر کی ملازمت مل گئی۔ ابھی چند ہفتے ہی ہوئے تھے کہ مجھے میرے ماموں مکرم پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب کا پیغام ملا کہ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام اسکول ربوہ کو سائنس ٹیچر کی ضرورت ہے فوراً چلے آؤ۔ یہاں مجھے میرے مہربان اساتذہ ہرگز نہیں بھولتے۔ مکرم ماسٹر عطاء اللہ صاحب، مکرم عبد السمیع کاٹھگڑھی صاحب، مکرم محمد صدیق صاحب، مکرم ابراہیم صاحب، مکرم بھانبڑی صاحب، مکرم ابراہیم سارچوری صاحب اور مکرم ہارون خان صاحب کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملا۔ ان کا تعاون اور پیار ہمیشہ یاد رہے گا۔

بعد ازاں فری ٹاؤن سیرالیون میں ملازمت مل گئی جو کہ ستمبر 1971ء میں جائن کر لی۔ مجھے فزکس اور ریاضی پڑھانا تھا۔ مارچ ۱۹۷۷ میں میں نے سیرالیون سے منسٹری آف ایجوکیشن زمبیا میں ٹیچنگ جاب کے لئے درخواست گزاری۔ اگست ۱۹۷۷ میں منسٹری آف ایجوکیشن زمبیا سے بذریعہ تار اطلاع ملی کہ انہوں نے مجھے کنٹریکٹ پر ملازمت دے دی ہے۔ یہاں تنخواہ سیرالیون سے تین گنا زائد تھی اور شرائط بھی بہت بہتر تھیں۔ میں اکتوبر ۱۹۷۷ میں زمبیا چلا گیا۔ وہاں پر مگر دل نہ لگا اور ملازمت چھوڑ کر چلا آیا۔

کینما میں ایک ہائی اسکول میرے ایک گھانین دوست کا تھا اور 1978 میں جماعت نے خرید لیا۔ اس طرح کینما میں احمدیہ ناصر احمدیہ اسکینڈری اسکول کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے بعد مسجد جس کی بنیاد پہلے رکھی جا چکی تھی، مکمل ہوئی اور ساتھ مشن ہاؤس بھی بن گیا۔

خاکسار نے نائجیر یا پلاٹو اسٹیٹ کے ایک اسکینڈری اسکول میں بطور سینئر ایجوکیشن آفیسر 14 سال ملازمت کی۔ مختلف اسکولز میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔

۲۰۱۷ء میں خاکسار کو سیرالیون کے سالانہ فنکشن میں شامل ہونے کی دعوت موصول ہوئی۔ اس تقریب میں بفضلہ تعالیٰ مجھے سرکاری طور پر کینما شہر کا اعزازی پیراماؤنٹ چیف کینما ٹاؤن کا اعزاز و گارڈ آف آنر دیا گیا۔ یہ سب عزت اور خدمات کی توفیق بفضلہ تعالیٰ، کالج اور اسکول کی اچھی تربیت، خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات اور والدین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں خلافت کا مطیع بنائے اور خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین۔

ہوئے مر کے ہم جو رُسوا... مشتاق احمد یوسفی

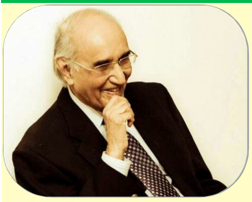

اب تو معمول سا بن گیا ہے کہ کہیں تعزیت یا تجہیز و تکفین میں شریک ہونا پڑے تو مرزا کو ضرور ساتھ لیتا ہوں۔ ایسے موقعوں پر ہر شخص اظہارِ ہمدردی کے طور پر کچھ نہ کچھ ضرور کہتا ہے۔ قطعۂ تاریخِ وفات ہی سہی۔ مگر مجھے نہ جانے کیوں چُپ لگ جاتی ہے، جس سے بعض اوقات نہ صِرف پسماندگان کو بلکہ خُود مجھے بھی بڑا دکھ ہوتا ہے۔ لیکن مرزا نے چپ ہونا سِیکھا ہی نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صحیح بات کو غلَط موقع پر بے دغدغہ کہنے کی جو خداداد صلاحیّت اُنہیں ودیعت ہوئی ہے وہ کچھ ایسی ہی تقریبوں میں گل کھلاتی ہے۔ وہ گھپ اندھیرے میں سرِ رہگزر چراغ نہیں جلاتے، پھلجھڑی چھوڑتے ہیں، جس سے بس ان کا اپنا چہرہ رات کے سیاہ فریم میں جگ مگ جگ مگ کرنے لگتا ہے۔ اور پھلجھڑی کا لفظ تو یونہی مروّت میں قلم سے نکل گیا، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ

جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کر اُٹھے

اس کے باوصف، وہ خدا کے ان حاضر و ناظر بندوں میں سے ہیں جو محلّے کی ہر چھوٹی بڑی تقریب میں، شادی ہو یا غمی، موجود ہوتے ہیں۔ بالخصوص دعوتوں میں سب سے پہلے پہنچتے اور سب کے بعد اٹھتے ہیں۔ اِس اندازِ نشست و برخاست میں ایک کُھلا فائدہ یہ دیا ہے کہ وہ باری باری سب کی غیبت کر ڈالتے ہیں۔ ان کی کوئی نہیں کر پاتا۔

چنانچہ اس سنیچر کی شام کو بھی میوہ شاہ قبرستان میں وہ میرے ساتھ تھے۔ سورج اس شہرِ خمُوشاں کو جسے ہزاروں بندگانِ خُدا نے مرمر کے بسایا تھا، لال انگارہ سی آنکھ سے دیکھتا دیکھتا انگریزوں کے اقبال کی طرح غُروب ہو رہا تھا۔ سامنے بیری کے درخت کے نیچے ایک ڈھانچہ قبر بدر پڑا تھا۔ چاروں طرف موت کی عمل داری تھی اور سارا قبرستان ایسا اداس اور اجاڑ تھا جیسے کسی بڑے شہر کا بازار اتوار کو۔ سبھی رنجیدہ تھے۔ (بقول مرزا، دفن کے وقت میّت کے سوا سب رنجیدہ ہوتے ہیں۔) مگر مرزا سب سے الگ تھلگ ایک پُرانے کتبے پر نظریں گاڑے مسکرا رہے تھے۔ چند لمحوں بعد میرے پاس آئے اور میری پسلیوں میں اپنی کُہنی سے آنکس لگاتے ہوئے اُس کتبے تک لے گئے، جس پر منجملہ تاریخِ پیدائش و پنشن، مولد و مسکن، ولدیّت وعہدہ (اعزازی مجسٹریٹ درجہ سوم) آسُودہ لحد کی تمام ڈگریاں مع ڈویژن اور یونیورسٹی کے نام کے کندہ تھیں اور آخر میں، نہایت جلی حروف میں، مُنہ پھیر کر جانے والے کو بذریعہ قطعہ بشارت دی گئی تھی کہ اللہ نے چاہا تو بہت جلد اُس کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔

میں نے مرزا سے کہا:

"یہ لوحِ مرزا ہے یا ملازمت کی درخواست؟ بھلا ڈگریاں، عہدہ اور ولدیت وغیرہ لکھنے کا کیا تُک تھا؟"

انھوں نے حسبِ عادت بس ایک لفظ پکڑ لیا۔ کہنے لگے:

"ٹھیک کہتے ہو۔ جس طرح آج کل کسی کی عمر یا تنخواہ دریافت کرنا بُری بات سمجھی جاتی ہے، اِسی طرح، بالکل اِسی طرح بیس سال بعد کسی کی ولدیّت پُوچھنا بداَخلاقی سمجھی جائے گی!"

اب مجھے مرزا کی چونچال طبیعت سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ لہٰذا انھیں ولدیّت کے مستقبل پر مسکراتا چھوڑ کر میں آٹھ دس قبر دُور ایک ٹکڑی میں شامل ہو گیا، جہاں ایک صاحب جنّت مکانی کے حالاتِ زندگی مزے لے لے کر بیان کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ خُدا غریقِ رحمت کرے، مرحُوم نے اِتنی لمبی عُمر پائی کہ ان کے قریبی اعزّہ دس پندرہ سال سے ان کی اِنشورنس پالیسی کی امیّد میں جی رہے تھے۔ ان امیّدواروں میں سے بیشتر کو مرحُوم خود اپنے ہاتھ سے مٹّی دے چکے تھے۔ بقیہ کو یقین ہو گیا تھا کہ مرحُوم نے آبِ حیات نہ صرف چکھا ہے بلکہ ڈگڈگا کے پی چکے ہیں۔ راوی نے تو یہاں تک بیان کیا کہ ازبسکہ مرحُوم شروع سے رکھ رکھاؤ کے حد درجہ قائل تھے، لہٰذا آخر تک اس صحّت بخش عقیدے پر قائم رہے کہ چھوٹوں کو تعظیماً پہلے مرنا چاہیے۔ البتّہ اِدھر چند برسوں سے ان کو فلکِ کج رفتار سے یہ شکایت ہو چلی تھی کہ افسوس اب کوئی دشمن ایسا باقی نہیں رہا، جسے وہ مرنے کی بددُعا دے سکیں۔